بازپکاری قاسمؑ ذیجاہ الوداع ⑲ اے نورِ چشم چودھویں کے ماہ الوداع
آواز دی دلہن نے کہ نوشاہ الوداع اے ابنِ فاطمہؑ کے ہوا خواہ الوداع
پھر چاند سی یہ شکل دکھانا نصیب ہو
دولہا بنا ہوا تمہیں آنا نصیب ہو

مرثیہ نمبر ۳

شہادت حضرت قاسمؑ

زخمی جو رن میں قاسمؑ گل پیرہن ہوا ① پیدا شہا نہ جوڑے سے رنگِ کفن ہوا
باغِ جناں رسولؐ کو بیت الحزن ہوا اور فوجِ کیں میں شاد ہر اک تیغ زن ہوا
غل تھا کہ روند ڈالا ہے لشکر کے باغ کو
ہاں غازیو بجھا دو حسنؑ کے چراغ کو

گھبرا گئے یہ سن کے صدا سرورِ انام ② عباسؑ نامور سے یہ اس دم کیا کلام
دیکھا ئی جنگ ہو چکی قصہ ہوا تمام آیا سوئے یتیم حسنؑ موت کا پیام
ہمشکلِ مصطفٰےؐ کو بلا لو پکار کے
مانگو دعا سروں سے عمامے اتار کے

یہ کہہ کے قبلہ رو ہوئے سلطانِ کائنات ③ درگاہِ کبریا میں دعا کی اٹھا کے ہاتھ
اے خالقِ زمین و زماں ربِ پاک ذات اِن ظالموں کے ہاتھ سے قاسمؑ کو دے نجات
تو حافظِ جہاں ہے کریم الرحیم ہے
یارب بچا اسے کہ یہ بچہ یتیم ہے

(۴)
زینبؑ نے اُٹھ کے کھول دیئے اپنے سر کے بال　　چلایا سب کے منہ سے کہ ہے ہے حسنؑ کے لال
سینہ میں ہل گیا دلِ بانوئے خوش خصال　　چلائی ماں گذر گیا کیا میرا نونہال
عابدؑ کا تپ سے گرم بدن سرد ہو گیا
قاسمؑ کے چھوٹے بھائی کا منہ زرد ہو گیا

(۵)
یارب ہے تو یتیم حسنؑ کا نگاہ باں　　چلائی رو کے زوجۂ عباسؑ نوجواں
سُن کر یہ غل دُلہن کے بھی آنسو ہوئے رواں　　لے کر بلائیں ساس کی پکاری کہ میری جاں
خالق کرے گا رحم نہ آہ و بکا کرو
دولہا پہ آ بنی ہے یہ صدقے دُعا کرو

(۶)
زانو سے سر اٹھا کے ہوئی قبلہ رو دُلہن　　اس اضطراب میں جو سنا ساس کا سخن
دشمن پہ فتح یاب ہو لختِ دلِ حسنؑ　　آہستہ کی یہ عرض کہ اے ربِّ ذوالمنن
لڑنے گئے ہیں تشنہ دہن تیری راہ میں
رکھ میرے ابنِ عم کو تو اپنی پناہ میں

(۷)
دولہا جو مر گیا تو مجھے کیا کہیں گے سب　　یارب دُلہن نے مجھے گذری ہے ایک شب
پر کیا کہوں کہ اب ہے مری روح پر تعب　　اب تک تو شرم سے نہ ہلائے تھے میں نے لب
شبّر کے آفتاب کا وقتِ غروب ہے
دُولہا سے پہلے مجھ کو اُٹھا لے تو خوب ہے

(۸)
جو آ گیا پیام رنڈاپے کا یا الٰہ　　مہر کے پھول بھی ابھی سوکھے نہیں ہیں آہ
بعد اُس کے ہوگا خلق میں کیونکر مرا نباہ　　یہ عقد تھا کہ موت تھی ماتم تھا یا کہ بیاہ
اُٹھوں جہاں سے لاشِ شبّرؑ کے سامنے
عورت کی موت خوب ہے شوہر کے سامنے

(۹)
مصروف یاں دعا میں تھے اور وہاں پہ آہ — آخر گھرا سپاہ میں وہ چودھویں کا ماہ
رُکے تھی فوج نیزوں سے اور برچھیوں کی راہ — تلوار چل رہی تھی کہ اللہ کی پناہ
مُنہ سُرخ تھا کھلے ہوئے تھے زخم سینے کے
بن کر لہو ٹپکتے تھے قطرے پسینے کے

(۱۰)
غش میں جھکا فرس پہ جو وہ غیرتِ قمر — مارا کسی نے فرق پہ اک گرز تان کر
برچھی لگی جو پشت کی ٹکڑے ہوا جگر — گرتے تھے اسپ سے کہ کمر پر لگا تبر
طارق کی تیغ کھا کے پکارے امام کو
فریاد یاحسین بچا لو غلام کو

(۱۱)
جھپٹے جو شاہ فوج پہ چمکا کے ذوالفقار — بجلی گری یزید کے لشکر پہ ایک بار
اس غیظ میں کمیں سے جو آئے سوئے یسار — بھاگے پھرا کے گھوڑوں کی باگوں کو سب سوار
بھاگڑ میں خوں سے رن کی زمیں لال ہو گئی
دولہا کی لاش گھوڑوں سے پامال ہو گئی

(۱۲)
دیکھا امام نے کہ رگڑتے ہیں ایڑیاں — سوکھے ہوئے لبوں پہ ہے اینٹھی ہوئی زباں
داماد سے لپٹ گئے حضرت بصد فغاں — بے جاں ہوا حسینؑ کے آگے وہ نیم جاں
جب لاش اٹھائی شہ نے تو چور استخوان تھے
سب چاند سے بدن پہ سموں کے نشان تھے

(۱۳)
ڈیوڑھی پہ لاش لائے جو سلطانِ بحر و بر — پردہ اٹھایا ڈیوڑھی کا فضہؓ نے دوڑ کر
لاشے کے پاؤں تھامے تھا کوئی تو کوئی سر — چادر کمر کی پکڑے تھے عباسِ نامور
لٹکی تھیں دونوں خاک سے زلفیں اٹی ہوئی
رُخ پہ پڑی تھیں سہرے کی لڑیاں کٹی ہوئی

لاشہ اُدھر سے لائے شہنشاہِ کربلا (۱۴) دوڑے اِدھر سے پیٹتے ناموسِ مصطفیٰؐ
فضہؑ تھی آگے آگے کھلے سر برہنہ پا آئی جو صحن میں تو یہ رانڈوں کو دی صدا
ہٹ جائیں جن کا دور کا ناتا ہے صاجبو
دولہا دلہن کے لینے کو آتا ہے صاجبو

ناگاہ لاش صحن تک آئی لہو میں تر (۱۵) پیٹے جو سب عروس کو بھی ہو گئی خبر
تھا سنا کہ لاش پہ بھی جب پڑی نظر گھبرا کے تب سکینہؑ سے بولی وہ نوحہ گر
دولہا کی لاش آتی ہے سہرے کو توڑ دو
مسند اُلٹ دو حجلے کے پردے کو چھوڑ دو

رو کر بہن سے کہنے لگے شاہِ بحر و بر (۱۶) اس بے نصیب رانڈ کو لے آؤ لاش پر
بیٹی لٹے گی یوں ہمیں اس کی نہ تھی خبر اب شرم کیا ہے دیکھ لے دولہا کو اک نظر
بچہ بھی ہے شہید بھی ہے بے پدر بھی ہے
دولہا بھی نام کو ہے چچا کا پسر بھی ہے

حضرت یہ کہہ کے ہٹ گئے باچشمِ اشکبار (۱۷) پیٹی یہ سر کے غش ہوئی بانوئے دل فگار
چادر سفید اُڑھا کے دلہن کو بحالِ زار گودی میں لائی زینبؑ غمگین و سوگوار
چلائی ماں یہ گر کے تنِ پاش پاش پر
قاسم بنے اُٹھو دلہن آئی ہے لاش پر

جس دم دلہن نے لاش کے ٹکروں پہ کی نگاہ (۱۸) نکلی لہو میں ڈوبی ہوئی اک جگر سے آہ
قدموں پہ سر جھکا کے پکاری وہ رشکِ ماہ میرا قصور عفو کرا ے میرے بادشاہ
بولی نہ تھی حجاب سے تقصیر وار ہوں
اب حکم ہو تو لاش پہ اُٹھ کر نثار ہوں

اے پارۂ دلِ حسنؑ اے فدیۂ حسینؑ (۱۹) کل وہ خوشی تھی آج یہ کیسا ہے شور و شین
کیا کہہ کے رو دوں اٹھ گیا اب تو جہاں سے چین — بیوہ کوئی سکھاتے تو صاحب کروں میں بین
چھوڑا دلہن کو لاش پہ رونے کے واسطے
دولہا بنے تھے قبر میں سونے کے واسطے

صاحب بتاؤ میں تمہیں رونے میں کیا کہوں (۲۰) بیکس کہوں کہ فدیۂ راہِ خدا کہوں
پیاسا کہوں شہید کہوں یا بنا کہوں — دولہا کہوں کہ قاسمِ گلگوں قبا کہوں
ماتم بھی یوں تو ہوتا ہے شادی بھی ہوتی ہے
اک شب کی رانڈ دولہا کو کیا کہہ کے روتی ہے

مرثیہ ۳۱

شہادت حضرت قاسمؑ

گھوڑے سے جب کہ قاسمِ گلگوں قبا گرا (۱) غل پڑ گیا نبیرۂ مشکل کشا گرا
صفدر جری بہادر و شیرِ وغا گرا — خوں میں نہا کے لختِ دلِ مجتبیٰؑ گرا
گرتے ہی فوجِ ظلم کا مجمع بہم ہوا
زخمی پہ آہ نرغۂ فوجِ ستم ہوا

مارا کسی نے پشت پہ نیزے کو تان کے (۲) کھٹکی سنانِ ظلم کلیجہ میں آن کے
کوئی تبر لگا گیا مظلوم جان کے — تیغہ کسی کا چل گیا سر پر جوان کے
پہلو بھی دونوں ہاتھ بھی یکسر فگار تھے
دولہا کا ایک جسم تھا حربے ہزار تھے